OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

علامہ تقی الدین احمد بن علی مقریزی کی تصنیفی خدمات کا توضیحی مطالعہ

Authorial Services of Allama Maqrizi's Elaborated Study

Dr. Muhammad Asif Qadri
Principal Darul Uloom Qadria Jilania, Jewra, Kahuta, Rawalpindi

Qari Aziz Haider
Ph.D. Research Scholar, Govt. Collage University, Faisalabad/ Visting Lecturer, IIUI, Islamabad, (drhaider092@gmail.com)

Syed Faiz Ul Rasool Shah
Ph.D. Research Scholar, Govt. Collage University, Faisalabad

Abstract

Allama Taqī al-Dīn Abū al-'Abbās Aḥmad ibn 'Alī al-Maqrīzī (1364–1442 CE) was a renowned Islamic scholar of the 9th century Hijri. He was born into an intellectual family and grew up in a scholarly environment. In 1385, he traveled to perform Hajj. For some time, he worked as a secretary in a government office, and in 1399, he was appointed as the inspector of markets in Cairo and northern Egypt. However, he later left this position to become a preacher, the president of Al-Hakim Mosque, and a lecturer on Islamic traditions. In 1408, he moved to Damascus to serve as the inspector of Qalanisryya. Later, he chose to live in seclusion in Cairo. In 1430, he performed Hajj again with his family and spent nearly five years traveling. He was highly knowledgeable, observant, and had a strong sense of judgment. However, his books were mostly compilations, and he did not always acknowledge the sources he used.

Due to his significant contributions to the field of history, Al-Maqrizi is considered one of the most prominent Muslim historians, particularly among Egyptian historians. His famous book, "Al-Mawa'iz wal-I'tibar fi Dhikr al-Khitat wal-Athar", commonly known as "Al-Khitat al-Maqriziyya", is one of his valuable works. He was a true encyclopaedic historian who recorded Islamic history in great detail. His deep knowledge of culture allowed him to present history beyond the usual stereotypes.

Al-Maqrizi was not only a historian but also an interpreter, researcher, economist, and social thinker. His writings reflect his critical and analytical approach to social and economic issues. This is why researchers have studied his works from various scientific perspectives. His book "Al-Khitat" covers Egypt's history up to his time, presenting it in a clear and systematic manner, making it easier for readers to understand despite the vast timeline.He had extensive knowledge of Egypt's civilization and its people, which is why his books are considered an important reference on this subject.

Key words: Al-Maqrizi, al-Khiat, Egypt, Historian, Cairo, Authorial Services

CC BY

مقدمہ

علامہ مقریزی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب کی مانند ہے۔ آپ اپنی دینی خدمات، بے نظیر تالیفات، بناپر عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں معروف ہیں۔۔ آپ نے جس انداز پر دین کی بے لوث خدمات انجام دی ہے وہ لائق تحسین ہے۔ اگرچہ آپ ہمہ جہت شخصیت تھے لیکن بطور مصری تاریخ دان مشہور ہوئے۔ مصر ہی میں مذہب حنفی، شافعی اور پھر ظاہری مکتب فکر کی تعلیم حاصل کی۔ تاریخ میں آپ "المقریزی" کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

اس مقالہ میں علامہ مقریزی کا سب سے پہلے مختصر اتعارف اور اس کے بعد ان کی تصنیفی خدمات کا توضیح مطالعہ پیش کرتے ہیں۔

۱۔نام ونسب

احمد بن علی بن عبد القادر بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن تمیم بن عبد الصمد بن ابی الحسن بن تمیم بن التقی بن العلاء بن المحبوی الحسینی العبیدی

آپ کا اصلی وطن لبنان کا ایک شہر بعلبک ہے اور اسی کے محلہ مقریز کی نسبت سے مقریزی مشہور ہیں۔ علامہ سخاوی تحریر فرماتے ہیں:

''وھی نسبۃ لحارۃ فی بعلبک تعرف بحارۃ المقارزہ''۔[1]

(اور یہ (مقریزی) بعلبک کے ایک محلہ کی طرف نسبت ہے جو محلہ مقارزہ کے نام سے مشہور تھا)۔

۲۔پیدائش

علامہ مقریزیؒ کا اصل وطن بعلبک ہے لیکن آپ قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ایک بڑے عالم دین تھے۔ وہ علمی ذوق کی وجہ سے قاہرہ چلے آئے اور یہاں قضاۃ سے متعلق اہم عہدوں پر فائز ہوئے۔[2]

علامہ مقریزیؒ کا سن ولادت ۷٦٦ھ ہے۔ امام سخاوی بیان کرتے ہیں کہ ان کی ولادت ۷٦۰ھ کے بعد لکھی اور بیان کی گئی ہے۔ انہوں نے اپنے استاد شیخ ابن حجر کے حوالے سے لکھا ہے:

''قال شیخنا انہ رای بخطہ مایدلُّ علی تعینیہ فی سنۃ ست وستین''۔[3]

(ہمارے اُستاد (ابنِ حجر) نے کہاہے کہ انہوں نے قاہرہ میں ایک تحریر دیکھی جو علامہ مقریزیؒ کی تاریخ ولادت ۷٦٦ھ کے تعین پر دلالت کرتی ہے)۔ آپ ۷٦۰ھ کے بعد پیدا ہوئے یہ ابن عماد حنبلی کا قول ہے۔[4]

امام سخاوی کی طرح امام شوکانی کہتے ہیں کہ آپ کی ولادت ۷٦۰ھ کے بعد ہے۔ انہوں نے بھی ابنِ حجر کا قول نقل کیا ہے۔[5]

جبکہ ابن تغری بردی نے مقریزیؒ کے سن ولادت کا تعین نہیں کیا بلکہ اس پر اکتفاء کیا ہے کہ وہ ۷٦۰ھ کے بعد کسی سال پیدا ہوئے۔[6]

ھدیۃ العارفین میں مقریزی کا سن ولادت ۷٦۹ھ لکھا گیا ہے۔[7]

اس بات پر سب متفق ہیں کہ علامہ مقریزی قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے قاہرہ میں ہی پرورش پائی۔ اور ابتدائی تعلیم بھی قاہرہ میں حاصل کی۔ آپ اپنے نانا کی کفالت میں رہے جو بہت بڑے عالم تھے۔ سخاوی کہتے ہیں کہ ان کی ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن وغیرہ کی ذمہ داری اور کفالت ان کے نانا شمس الدین محمد بن عبد الرحمن بن علی الحنفی نے اپنے ذمے لے لی۔ جو سبط ابن

الصائغ کے نام سے مشہور تھے۔[8]

اس طرح علامہ مقریزیؒ کو بہترین علمی ماحول میسر آ گیا ایک تو قاہرہ میں قیام اور دوسرا ایک عظیم عالم دین کی کفالت اور سرپرستی جس نے اوائل عمری سے ہی علامہ مقریزی کی علمی سمت متعین کر دی۔ گھریلو علمی ماحول اور قاہرہ کی علمی اور ادبی صحبت کی وجہ سے مقریزیؒ آگے چل کر ایک عظیم محقق، مورخ اور سیرت نگار بنے۔

تعلیم و تعلم

جس سرزمین پر علامہ مقریزیؒ پیدا ہوئے وہ دنیا کے عظیم ترین مراکز میں شمار ہوتی تھی۔ جہاں فقہاء، علماء، ادباء اور مؤرخین کی ایک بڑی جماعت علوم وفنون کی نشرواشاعت میں مشغول تھی اور اطراف عالم سے تشنگانِ علم وہاں آکر اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔ آپ نے اپنی تعلیمی زندگی کا آغاز قاہرہ سے ہی کیا اور ابتدائی تعلیم وقت کے بہت مشہور و معروف فاضل اساتذہ سے حاصل کی۔ آپ نے حسب رواج پہلے قرآن کریم حفظ کیا۔ ماہرین قرأت و تجوید کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہ کیا۔ لغت کے مبادیات کو ازبر کیا۔ فقہ واصول میں کمال پیدا کیا، ادب و نحو وصرف میں ید طولیٰ حاصل کیا۔ الغرض شاید ہی کوئی علم ایسا ہو جو اس زمانے میں رائج رہا ہو اور مقریزی اس سے آگاہ نہ ہوں۔ باوجود کم عمری کے آپ کافی مشہور ہو گئے۔ آپ کی ذات میں ایسی استعداد تھی جو خود اساتذہ کی نظر میں جگہ حاصل کر لیتی ہے۔ بیس سال کی عمر میں انہیں مکمل طور پر یہ استعداد حاصل ہو چکی تھی کہ آپ اپنے زمانہ کی بلند پایہ شخصیات کے پاس حاضر ہوں، ان سے ملاقاتیں کریں اور ان سے علمی مجالس میں مباحث کریں۔

حصول علم کیلئے مختلف ممالک کا سفر

علامہ مقریزی نے ابتدائی تعلیم اپنے نانا سے قاہرہ میں حاصل کی انہی سے حدیث کی سماعت کی اور بعض حنفی کتابوں کو بھی حفظ کیا۔ پھر حصول علم کے لئے انہوں نے دوسرے ممالک کا سفر کیا۔ دو مرتبہ مکہ کا سفر کیا اور دوسری مرتبہ ۸۳۹ھ تک وہاں مقیم رہے۔ اسی طرح انہوں نے کئی مرتبہ شام کا سفر کیا۔[9]

زرکلی لکھتے ہیں کہ وہ ناصر کے ساتھ دمشق میں ۸۱۰ھ میں داخل ہوئے، وہاں آپ نے قاضی کا عہدہ لینے سے انکار کر دیا۔[10]

وہاں کے مشہور علماء سے ملے اور اس کے بعد عمر کا باقی حصہ قاہرہ میں گذارا اور انتہائی محنت سے تدریس میں مشغول رہے۔

تحصیل علم کے فوراً بعد علامہ مقریزیؒ نے تدریس کا کام شروع کر دیا تھا۔ قاہرہ اور دمشق کے ان اہم مدارس میں حدیث کے استاد رہے جو اس زمانے کے مشہور مدارس تھے۔ وہ "مدرسہ مؤیدیہ" "مدرسہ اشرفیہ" اور مدرسہ اقبالیہ" میں عرصہ دراز تک طلبہ کی علمی تشنگی دور کرتے رہے۔

علامہ سخاوی کے مطابق مقریزی ۸۱۱ھ میں دمشق میں "القلانسیہ" کے مہتمم اوقاف مقرر ہوئے، جہاں دار الشفاء نوری کا انتظام بھی انہی کے سپرد ہوا۔ اس کے علاوہ دمشق میں "الاشرافیہ" اور "الاقبالیہ" مدرسوں میں بطور معلم مامور ہوئے۔[11]

علامہ مقریزیؒ مدرسہ المؤیدیہ میں حدیث کے استاد رہے۔ ۸۰۱ھ میں سلطان برقوق نے انہیں قاہرہ کا محتسب لگایا۔ پھر کچھ عرصہ بعد انہیں اس سے معزول کر دیا گیا۔[12]

وہ قاہرہ میں نائب قاضی بھی مقرر ہوئے اور ترقی کر کے الحاکمیہ کے شیخ الجامعہ ہو گئے۔ انہوں نے جامع عمر میں خطابت اور جامع حاکم میں امامت بھی کرائی۔[13]

اساتذہ اور شیوخ

علامہ مقریزیؒ کی بہترین شخصیت کا اندازہ ان کے اساتذہ سے ہی لگایا جاسکتا ہے، کہ انہوں نے اپنے وقت کے عظیم بزرگان دین علماء وفقہاء سے علم دین حاصل کیا ہے علامہ مقریزیؒ نے کثیر اساتذہ اور شیوخ سے استفادہ کیا۔ علامہ سخاوی کے قول کے مطابق جن لوگوں سے انہوں نے اکتساب فیض کیا ان کی تعداد چھ سو تک ہے۔ وہ کہتے ہیں:

''اِنّ شیوخہ بلغت ستمائۃ نفس''۔[14]

(بے شک ان کے شیوخ کی تعداد ۶۰۰ تک پہنچتی ہے)۔

آپ کے اساتذہ اور شیوخ کی اتنی بڑی تعداد کا ہونا آپ کے ذوق علمی اور وسعت نظری کا بیّن ثبوت ہے۔

ذیل میں مقریزی کے چند اساتذہ وشیوخ کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ الحافظ نور الدین عبد الرحیم بن الحسین بن عبد الرحمن العراقی (م۸۰۶ھ)

۲۔ الشیخ برہان الدین ابراہیم بن احمد بن عبد الواحد النسائی (المتوفیٰ ۸۰۰ھ)

۳۔ الحافظ نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الھیثمی الشافعی (م۸۰۷ھ)

۴۔ الشیخ ناصر الدین محمد بن علی الحراوی (م۸۱۷ھ)

۵۔ الشیخ برہان الدین ابراہیم بن داؤد الآمدی (م۷۹۷ھ)

۶۔ شیخ الاسلام سراج الدین عمر بن رسلان بن نصیر البلقینی (م۸۰۵ھ)۔[15]

سخاوی نے مقریزی کے شیوخ میں یہ اسماء بھی بیان کئے ہیں:

ابن الکویک، النجم بن رزین، شمس بن الخشاب، التنومی، ابن ابی الشحنہ اور ابن ابی المجد وغیرہ۔ پھر کہتے ہیں کہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے عمادالدین ابن کثیر سے بھی سماعت کی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔[16]

ابن تغری لکھتے ہیں کہ حج کے موقع پر انہوں نے ابن سکر اور نشاوری سے سماع کیا۔[17]

علاوہ ازیں علامہ سیوطی، ابوالفضل النویری، سعد الدین الاستغرانی، عباس بن عبد المعطی کو بھی امام سخاوی نے مقریزی کے اساتذہ میں شامل کیا ہے۔[18]

تلامذہ

علامہ مقریزیؒ سے علمی استفادہ کرنے والوں میں کئی جلیل القدر نام شامل ہیں۔ امام سخاوی نے درج ذیل اسماء کا ذکر کیا ہے جنہوں نے علامہ مقریزی کے چشمہ علم سے اکتساب کیا۔ ان میں فضل الخیل للدمیاطی، علی ابی طلحہ، محمد بن علی بن یوسف الحراوی وغیرہ شامل ہیں۔[19]

تصانیف و تالیفات کا تعارف

علامہ مقریزی رحمۃ اللہ علیہ مختلف علوم وفنون جن میں عقیدہ، تاریخ، نسب، عقیدہ، ادب اور سیرت وغیرہ پر متعدد تالیفات چھوڑی ہیں۔ دنیا کی مختلف مکتبات میں ان کی تعداد دو سو سے زائد ہے۔[20]

کئی عنوانات پر ان کے تراجم ہونے باقی ہیں۔ علامہ مقریزی کی مؤلفات کا اجمالی تعارف ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

۱۔ **اتعاظ الحنفاء باخبار الائمہ الفاطمیین الخلفاء**

علامہ مقریزی نے اس کتاب کا آغاز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد اور آپ کے بعد آنے والوں کے حالات زندگی

سے کیاہے نیز انہوں نے حکومت فاطمیہ کے مغرب عربی میں قیام اور مصر میں اس کے زوال کو قلمبند کیاہے۔خلفاء کے حالات زندگی اور ان کے ادوار میں پیش آنے والے واقعات کو بھی تحریر کیاہے اوران واقعات کے حوالہ جات بھی دیئے ہیں۔انہوں نے فاطمی خلفاء کے نسب کی تحقیق کو بھی اس کتاب میں شامل کیاہے اور ان کی حکومت کے پروان چڑھنے اوران کی حکومت کے طریقہ کار کی بھی وضاحت کی ہے۔

اسلامی امور کے تحت قائم قاہرہ میں مجلس اعلیٰ نے اس کتاب کو شائع کیا۔ڈاکٹر جمال الدین الشیال اورڈاکٹر محمد حلمی عبدالھادی کی تحقیق کے مطابق اس کی اشاعت 1968ء،1973ء کے دوسالوں میں ہوئی۔اس کتاب کے تین اجزاء ہیں۔[21]

یہ کتاب فاطمی خلفاء کے حالات زندگی اوران کے طرزِ حکمرانی کے بیان میں ایک عمدہ کتاب ہے۔اس میں مصر میں فاطمیوں کے عروج وزوال کے واقعات کو موئثر انداز میں بیان کیاگیاہے۔

۲۔ الاشارۃ والایماء فی حل لغز الماء

یہ ایک مختصر سائز کا رسالہ ہے۔علامہ مقریزیؒ نے محرم الحرام ۸۲۳ھ بمطابق 1420ء میں اس کی تصنیف صرف چودہ دنوں میں کی۔اس کتاب میں ادبی معارف، لغوی، بلاغی، فقہی اور خالص علمی موضوعات ہیں۔اس کتاب میں پانی کی کمی اوراس کے حصول میں مشکلات کا ذکر کیاگیاہے۔اس سے معلوم ہوتاہے کہ علامہ مقریزی سماجی مسائل سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔اس میں موضوع سے ہٹ کر غیر متعلقہ باتیں بھی شامل ہیں۔مکتبہ جامعہ قاہرہ نے اسے محفوظ کیاہے۔اس کا ایک نسخہ ''دارالکتب مصر''میں اورایک نسخہ ''نور عثمانیہ''استنبول میں 15/ 4937نمبر پر موجود ہے۔[22]

۳۔ اخبار قبط مصر (مصر کے قبطیوں کے حالات)

اس کتاب کا مکمل نام "المواعظ والاِعتبار بذکر الخطط والآثار–الخطط المقریزیۃ" ہے یہ کتاب تاریخ اقباط کے بارے میں ہے۔اس کی تخریج انہوں نے کتاب ''المواعظ والاعتبار'' سے کی۔[23]

کیونکہ علامہ مقریزیؒ کی کتاب۔''المواعظ والاعتبار''میں اقباط کی تاریخ کو مفصل بیان کیاگیاہے۔

۴۔ ازالۃ التعب والعنافی معرفۃ الحال الغناء

تغری بردی نے اپنی کتاب ''المنھل الصافی''۔[24]

اور علامہ سخاوی نے ''الضوء اللامع''[25]

میں اس کا ذکر کیاہے۔اس کتاب کا ایک نسخہ دارالکتب مصر اورایک نسخہ ''مکتبہ وطنیہ پیرس''میں موجود ہے۔[26]

۵۔ الاخبار عن الاعزار

اس کتاب میں علامہ مقریزیؒ نے اجتماعی معاشرتی مسائل کا ذکر کیاہے۔اس میں زیادہ تر شادی بیاہ کے موقع پر ولیمہ اوراس کے طریقہ کار،رسم ورواج نیز ختنہ کے موقع پر دعوتوں کا ذکر کیاگیاہے۔علامہ سخاوی نے الضوء اللامع میں اس کا ذکر کیاہے۔[27]

۶۔ الاشارۃ والاعلام ببناء الکعبۃ البیت الحرام

علامہ مقریزیؒ نے ''الذھب المسبوک''میں اس کتاب کا ذکر کیاہے۔[28]

یہ ایک نادرنسخہ ہے۔مؤلف کے ہاتھ کا لکھاہواہے ایک نسخہ دارالکتب ظاہریہ دمشق میں 4805نمبر اورلیڈن میں 943نمبر کے تحت موجود ہے۔[29]

۷۔ اغاثۃ الامۃ بکشف الغمۃ

علامہ مقریزیؒ نے یہ رسالہ اسے ۸۰۸ھ بمطابق 1405ء میں تالیف کیا۔ مصر میں ۷۹۶ھ اور ۸۰۸ھ میں معاشی اجلاس منعقد کئے گئے۔ کیونکہ مصر میں اشیاء کی قیمتیں بہت بڑھ گئی تھیں اس طرح کے اجلاس زمانہ اسلام سے پہلے یا بعد میں کبھی منعقد نہ ہوئے تھے یہاں تک کہ ۸۰۸ھ آ گیا۔ اس دور میں جو واقعات رونما ہوئے ان میں سے بیس کا تعلق مصر سے تھا۔ اس کتاب میں اس دور میں پیش آنے والی بڑی مشکلات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے کچھ کا تعلق تو طبعی اسباب سے تھا۔ جیسے دریائے نیل کا خشک ہو جانا اور شام، عراق اور حجاز میں بارش کا نہ ہونا، فصلوں کو قدرتی آفات کا آنا اور باد سموم کا چلنا وغیرہ۔ لیکن کچھ آفات غیر طبعی تھیں جو حکمرانوں کے نااہل ہونے کی وجہ سے پیش آئیں۔ یہ تین وجوہات تھیں:

۱۔ حکومتی طریقہ حکومت اور دینی مناصب کی تقسیم

۲۔ زرعی زمین کا زیادہ کرایہ پر حصول

۳۔ تانبے کے سکوں کا رواج

ان تمام حالات و واقعات اور اسباب کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ مکتبہ نور عثمانیہ میں 4937 پر موجود ہے۔ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ زیادہ اور ڈاکٹر جمال الدین الشیال کی نگرانی میں قائم تحقیقی کمیٹی نے اسے قاہرہ میں "لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر" سے 1958ء میں شائع کیا۔[30]

اس اہم رسالہ میں حکومتوں کی کامیابی اور ناکامی میں درپیش مسائل اور ان کی وجوہات کو مفصل بیان کیا گیا ہے۔

۸۔ الالمام بأخبار من بأرض الحبشۃ من ملوک الاسلام

علامہ مقریزیؒ نے یہ رسالہ اپنے مکۃ المکرمہ میں قیام کے دوران تحریر کیا۔ آپ نے اس کتاب میں مقدمۃ الکتاب اور تین فصول قلمبند کیں۔ اس کا ایک نسخہ یونیورسٹی آف لیڈن کے مکتبہ میں 993، 922 نمبر پر موجود ہے۔ مکتبہ نور عثمانیہ میں 4937 نمبر پر اور دار الکتب مصر میں 500 نمبر پر اس کا نسخہ موجود ہے۔ یہ کتاب دو مرتبہ شائع ہوئی۔ اسے رینک نے 1790ء میں لیڈن سے شائع کیا اور دوسری مرتبہ 1313ھ میں قاہرہ سے یہ کتاب شائع ہوئی۔[31]

۹۔ امتاع الاسماع

یہ بڑے حجم کی کتاب ہے۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مقریزی کا یہ اہم کارنامہ ہے۔ مقریزی نے اس کی تالیف میں ابتدائی ماخذوں سے استفادہ کیا اور سیرت سے متعلق واقعات میں جو اختلاف ہیں ان پر کام کیا۔ اس میں کئی علمی مباحث ہیں بالخصوص اس تالیف کی ایک اہم خوبی قرآنی آیات کے تفسیری نکات ہیں جو علامہ مقریزیؒ نے ایک مفسر کے طور پر عمدگی سے بیان کئے ہیں جن میں علامہ مقریزی نے علوم القرآن پر مباحث لکھتے ہوئے ناسخ و منسوخ اور اختلاف قرأت پر اہم مباحث کی ہیں۔ تفسیری نکات میں علامہ مقریزی نے ماقبل دستیاب مواد سے استفادہ کیا ہے۔ کتب تفاسیر، کتب احادیث، کتب سیرت اور کتب تاریخ ان کے پیش نظر رہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے آیات کے شان نزول، عقائد و معاملات کے ساتھ ساتھ فقہی اور کلامی مباحث بھی کی ہیں۔ سیرت النبی پر یہ ایک اہم سرمایہ ہے جس سے بعد میں آنے والے سیرت نگاروں نے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

یہ تحقیق مقریزیؒ نے اس وقت کی جب وہ ۸۳۴ھ اور ۸۳۹ھ میں مکۃ المکرمہ میں مقیم تھے۔ آپ نے اس پر دو سال تحقیق کی۔ اس کتاب کا ایک نسخہ "مکتبہ کوبریللی، ترکی میں 1004 نمبر پر موجود ہے۔ اسے ماہ شوال ۸۳۹ھ بمطابق 1561ء کو

کوبریللی میں لکھا گیا۔ محمد پاشاکے ذخیرہ کتب میں 66 نمبر پر موجود ہے۔ یہ ایک بڑی جلد ہے۔اس کے چھ بڑے بڑے اجزاء ہیں۔یہ کتاب ۹۱۹اوراق پر مشتمل ہے۔اس کے کاغذکاسائز2940x اور35 سطورفی ورق تحریری سائز ہے۔اس کی نقل دارالکتب المصریہ قاہرہ میں 886 نمبرپراور''ادارہ احیاء المخطوطات'' عربیہ قاہرہ میں63نمبرپر تاریخ کے پورشن میں موجود ہے۔اس کے علاوہ اس کا ایک نسخہ حسین پاشاکے ذخیرہ کتب (الآستانہ)میں ملاہے جس کانمبر354 ہے۔

استاد محمود محمد شاکر کی تحقیق میں اس کی پہلی جلد1941ء میں قاہرہ میں سیدہ قوت القلوب الدمرداشیہ کے مالی تعاون سے طبع ہوئی۔

النمیسی کی تحقیق کے مطابق اس کا پہلا جز الشیخ عبداللہ انصاری کے تعاون سے مملکت قطرسے شائع ہوا۔ پھر محمد عبدالحمید النمیسی نے اس کتاب کو مکمل صورت میں تخریج اور فہارس کے ساتھ 15 جلدوں میں ''دارالکتب علمیہ بیروت'' نے لبنان کے ذریعے 1999ء میں شائع کیا۔[32]

۱۰۔ الاوزان والاکیال الشرعیہ

یہ رسالہ ناپ تول اور اوزان کے بارے میں ہے۔اس کا ایک نادر نسخہ مکتبہ لیڈن میں104 نمبر کے تحت اورایک نسخہ دارالکتب مصر میں موجود ہے۔اسے ٹیکس،روستوک نے جرمنی سے 1800،1797 میں شائع کیا۔[33]

۱۱۔ البیان المفید فی الفرق بین التوحید والتلحید

یہ کتاب توحید اورالحاد کے درمیان فرق کے بارے میں ہے۔اس کے دونسخے لیڈن میں ہیں۔فہرس امین المدنی کے مطابق 188 نمبرپر یہ مؤلف کے ہاتھ کا لکھانسخہ ہے۔''دارالکتب المصریہ''میں اس کا دوسرا نسخہ موجود ہے۔لیکن فہرس مخطوطات المصورہ ادارۃ مخطوطات عربیہ قاہرہ کے مطابق یہ مخطوطات علامہ مقریزی نے نہیں لکھے بلکہ یہ تمام مخطوطات ۸۰۰ھ میں کسی اورعالم نے تصنیف کئے اور مقریزی نے انہیں صرف نقل کیا ہے۔[34]

۱۲۔ التاریخ الکبیر المقفی فی تاریخ اھل مصر والواردین علیھا

تاریخ کبیر اصل میں مصراور مصر میں وارد ہونے والوں کی تاریخ ہے۔یہ بڑی تاریخی کتاب ہے۔یہ سولہ جلدوں پر مشتمل ہے۔علامہ مقریزی نے مصر کے اصل قائدین کے حالات زندگی اس میں رقم کئے ہیں۔جو زمانہ اسلاف سے پہلے تھے یابعد میں۔ علامہ مقریزیؒ نے ان کے طبقات اور شہریت کے اختلاف کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ان کا بھی ذکر کیاجو مصر میں اقامت پذیر ہوئے یاانہوں نے دوسرے ممالک کی طرف رحلت کی، طبعی موت مرے یاقتل ہوئے۔مثال کے طور پر وہ لکھتے ہیں کہ جب المعزلدین اللہ ابوتمیم قاہرہ واپس آیاتواس کے پاس اپنے آباء منصور،اسماعیل، قائم ابی قاسم محمد اور مہدی عبیداللہ کے تابوت تھے۔ان تمام کو قاہرہ میں اس کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔اس کتاب کا ایک نادر نسخہ مکتبہ پیرس میں2144 نمبرپر، میونخ میں ۹۵۷ نمبرپراورلیڈن میں 1851،1847،1032پر موجود ہے۔یہ کتاب محمد الیعلاوی کی تحقیق کے ساتھ بیروت سے 1987ء میں شائع ہوئی۔[35]

۱۳۔ تجرید التوحید المفید

علامہ مقریزی کی اس شاہکار کتاب کا موضوع علم توحید ہے۔یہ بہت مفید کتاب ہے۔مؤلف نے اس موضوع میں اسلام کے تمام مکاتبِ فکر کی تعریف کو نقل کیا ہے۔اس کتاب میں جب کسی فرقہ کا مذہب ذکر کیاتوساتھ ہی اس کے دلائل بھی رقم کئے ہیں۔آخر میں ایک مناقشہ(سوال وجواب) بھی رکھا ہے۔اس کتاب کا ایک نسخہ قاہرہ یونیورسٹی کے مکتبہ

میں 11/26247 اور مکتبہ الاسکندریہ میں 6/99 نمبر کے تحت فنون میں "مکتبہ نوریہ عثمانیہ میں 02/5937 پر، مکتبہ پیرس میں 012 نمبر اور مکتبہ لیڈن میں 993 نمبر کے تحت موجود ہے۔ یہ کتاب قاہرہ میں ۱۳۴۳ھ میں پھر مطبعۃ المیزانیہ قاہرہ میں ۱۳۷۳ھ میں طہ الزینی کی تحقیق سے شائع ہوئی۔[36]

۱۴۔ التذکرہ

یہ تاریخ کی کتاب ہے۔ ابن تغری بردی نے المنھل الصافی میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس نے یہ ذکر بھی کیا کہ یہ کتاب 80 جلدوں میں مکمل ہوئی۔[37]

۱۵۔ تراجم ملوک مغرب (مغرب کے ملوک کے حالاتِ زندگی)

اس میں مؤلف نے مغرب عربی کے بعض بادشاہوں کے حالات زندگی کو مصادر سے جمع کیا ہے۔ مقریزی نے تمام یادداشتوں کو مصادر سے جمع کیا اور کئی تالیفات سے استفادہ بھی کیا۔[38]

۱۶۔ تلقیح العقول والآراء فی تنقیح اخبار الجلۃ الوزراء

علامہ مقریزیؒ نے الخطط میں ۱/۳۴۳ اور ۲/۲۲۳ پر اس کا ذکر کیا ہے۔[39]

۱۷۔ جنی الازھار من الروض المعصار

یہ ایک خوبصورت رسالہ ہے۔اس کا ایک مخطوطہ مکتبہ برلن میں 6049 نمبر پر اور مکتبہ فینہ میں 1266 نمبر پر موجود ہے۔[40]

۱۸۔ حصول الانعام والمیر فی سؤال خاتمۃ الخیر

یہ کتاب بندے کا اپنے رب سے یہ سوال کرنے کے متعلق ہے کہ اس کا اور اس کے مومن بھائی کا انجام بالخیر ہو۔ علامہ مقریزیؒ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس قول سے مثال لی ہے کہ وہ کس طرح اپنے رب سے مناجات کرتے ہیں:

{تَوَفَّنِيْ مُسْلِماً وَأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْن}۔[41]

(مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں)۔

۱۹۔ الخبر عن البشر

یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ اس میں انسان کے خلیفہ بننے سے ظہور اسلام تک کی تاریخ رقم ہے۔ یعنی اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسالت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور تک کی انسانی تاریخ قلمبند کی گئی ہے۔ اس کا اصل ہدف عرب قبائل اور ان کی تمام اجناس کی پہچان ہے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو بزرگی، عزت اور احترام ہاشمی، قریشی اور عربی ہونے کی وجہ سے ہے قاری اسے جان لے۔ اس کتاب میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ مقریزی نے اس میں علم التاریخ پر بھی بحث کی ہے۔

اس کتاب کا ایک نسخہ لیڈن میں 1080 نمبر پر اور ایک نسخہ "آیا صوفیہ آستانہ" میں چھ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کا سلسلہ نمبر 3341 سے 3362 تک ہے۔ اس کے چھ اجزاء بغیر تسلسل کے 6،5،4،1 دفتر کتب خانہ آیا صوفیہ میں موجود ہیں۔[42]

۲۰۔ البیان والاعراب عما بأرض مصر من الاعراب

علامہ مقریزیؒ نے یہ رسالہ ۸۴۱ھ بمطابق 1437ء کو تحریر کیا۔ مقریزی نے اس میں ان عرب قبائل کا تذکرہ کیا ہے جو مصر میں عربوں کی فتح کے ساتھ داخل ہوئے۔ اور جو عرب ارض مصر میں بچ گئے اب وہ سولہ قبائل میں منقسم ہیں۔ وہ قبائل یہ

ہیں:

(۱) کنانہ (۲) الانصار (۳) عوف (۴) فزارہ (۵) لواتہ (۶) لخم (۷) حرام (۸) بنی سلیم (۹) ثعلبہ (۱۰) جرم (۱۱) سنبیس (۱۲) جزام (۱۳) بنی ہلال (۱۴) جھینہ (۱۵) بلی اور (۱۶) قریش ہیں۔

اس کا ایک نادر نسخہ دار الکتب مصر میں بمطابق فہرس الدار ۵ / ۴۶ اور مکتبہ جامعہ کیمبرج میں 157 پر اور مکتبہ نور عثمانیہ پیرس میں 1725 نمبر پر موجود ہے۔ یہ کتاب دو دفعہ طبع ہوئی۔ قاہرہ میں 1334 میں شائع ہوئی۔ پھر دوبارہ اسے ڈاکٹر عبد الحمید عابدین کی تحقیق کے ساتھ "عالم الکتب قاہرہ" نے 1961ء میں شائع کیا۔[43]

۲۱۔ خلاصۃ التبر فی کتاب السر

علامہ مقریزیؒ نے اس کتاب کو خطط ۲ / ۶۳ میں ذکر کیا ہے۔[44]

۲۲۔ درر العقود الفریدہ فی تراجم الأعیان المفیدہ

علامہ مقریزیؒ نے اس کتاب میں اپنے ہم عصر عظیم لوگوں کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھیوں، رشتہ داروں اور ہم عصروں کی جدائی کا ذکر کیا ہے اوران کے بارے میں اپنی یادداشتوں اور مشاہدات کو قلمبند کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ غوطا میں ہے اور دوسرا موصل میں ڈاکٹر محمود الجلیلی کے پاس، اس میں ۸۷۸ھ کی تاریخ درج ہے۔[45]

یہ کتاب عالم الکتب بیروت میں ۱۴۱۲ھ بمطابق 1992ء میں ڈاکٹر محمد کمال الدین عز الدین کی تحقیق میں شائع ہوئی۔[46]

۲۳۔ الدرر المضیۃ فی تاریخ الدولۃ الاسلامیہ

اس کتاب کا ایک نادر نسخہ کیمبرج میں 365 نمبر پر موجود ہے۔ علامہ سخاوی نے اس کتاب کا ذکر الضوء الامع میں کیا ہے۔[47]

۲۴۔ الذھب المسبوک فی ذکر من حج من الخلفاء والملوک

یہ بھی ایک مختصر رسالہ ہے اس میں حج کرنے والے خلفاء اور بادشاہوں کا ذکر موجود ہے۔ مقریزی نے اس کتاب کو ۸۴۱ھ میں مکمل کیا۔ یہ کتاب ایک مقدمہ اور تین فصول پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ علامہ مقریزی نے خاتمۃ الکتاب بھی لکھا۔ علامہ مقریزی نے اس کی پہلی فصل میں حجۃ الوداع کا ذکر کیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی معلم انسانیت ہیں اور انہوں نے ہی ہمیں دین سکھایا ہے چونکہ حج کے جملہ ارکان اور شعائر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی سکھائے ہیں۔ اس لئے مقریزی نے حجۃ الوداع کا ذکر پہلی فصل میں کیا ہے۔

دوسری فصل میں علامہ مقریزیؒ نے ان خلفاء کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اپنی خلافت میں حج کیا۔ ان میں تیرہ خلفاء کا مقریزی نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

علامہ مقریزی نے تیسری فصل میں ان ملوک اور بادشاہوں کے حالات زندگی رقم کئے جنہوں نے اپنے دورِ حکومت میں حج کیا ان کی تعداد تیرہ ہے۔ اس کتاب کا خاتمہ نہایت اختصار سے کیا گیا ہے۔ اس کا ایک نادر نسخہ مکتبہ الاسکوریال اسپین میں 1771 نمبر پر اور مکتبہ کیمبرج میں 443، 442 نمبر اور مکتبہ نور عثمانیہ میں 4937 نمبر کے تحت موجود ہے۔[48]

۲۵۔ رسالۃ فی حرص النفوس علی الذکر (دل کو ذکر الٰہی پر ابھارنے کے بارے میں رسالہ)

علامہ مقریزیؒ ایک مبلغ بھی ہیں اس لئے ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو عمل خیر کی طرف ترغیب دلائی جائے۔ کیونکہ اصل بقاء اللہ تعالیٰ کو اور اس کی صفات کو ہے۔ اس لئے مقریزی نے اس رسالہ کے ذریعے لوگوں کو ذکر الٰہی کی طرف ترغیب

دلائی۔ اس کا ایک نادر نسخہ ولی الدین کے ذخیرہ کتب الآستانہ میں 3195 نمبر پر موجود ہے۔ اس کے مخطوطے پندرہ حصوں میں ہیں اور سب کو مقریزی نے مرتب کیا ہے۔ یہ رسالہ ڈاکٹر جمال الدین الشیال کی تحقیق کے ساتھ 1955ء میں قاہرہ سے شائع ہوا۔[49]

۲۶۔ السلوک فی معرفۃ دول الملوک

یہ ایک نادر کتاب ہے۔ اس کے نسخے دارالکتب مصر میں، مکتبہ ظاہریہ دمشق میں 7304 نمبر پر، مکتبہ کوبریللی میں 1137، مکتبہ عثمانیہ استنبول میں 887 نمبر پر، مکتبہ بانتاہندوستان میں 2223، مکتبہ غوطا 1620، مکتبہ پیرس 1726، اور 1728 پر موجود ہیں۔

یہ کتاب قاہرہ سے چار مرتبہ شائع ہوئی۔ دو مرتبہ محمد زیادہ کی تحقیق کے ساتھ 1934۔1939ء اور 1941ء ۔1958 میں شائع ہوئی۔

اور دو مرتبہ محمد عاشور کی تحقیق کے ساتھ 1970۔1972ء اور 1972-73ء میں شائع ہوئی۔[50]

۲۷۔ شارع النجاۃ

سخاوی نے الضوء اللامع میں اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب ان تمام اختلافات کے ذکر پر مشتمل ہے جو بنی نوع انسان نے اصول دین یا فروع سے متعلق کئے ہیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے ادلہ کا ذکر بھی کیا ہے اور صحیح قول کی توجیہہ بھی پیش کی ہے۔

۲۸۔ جمع الفرائد و منبع الفوائد

اس کتاب کا ذکر سخاوی نے الضوء اللامع۔[51]

میں اور علامہ ابن تغری بردی نے المنہل الصافی میں کیا ہے۔[52]

۲۹۔ مختصر الکامل فی معرفہ الضعفا والمتروکین من الرواۃ لابن عدی

مقریزی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ مکتبہ مراد استنبول میں 569 پر اور معہد احیاء المخطوطات العربیہ قاہرہ میں 456 نمبر پر موجود ہے۔[53]

۳۰۔ معرفۃ ما یجب لآل البیت النبوی من الحق علی من عداھم

اس میں آل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمت پر جو حق ہے کہ ان سے مؤدت رکھیں اور ان کی نصرت کریں کے بارے میں مباحث ہیں۔ علامہ مقریزی نے ۸۴۱ھ بمطابق 1438ء میں اس کی تکمیل کی۔ یہ 1973ء میں قاہرہ اور بیروت سے شائع ہوئی۔

۳۱۔ شذور العقود فی ذکر النقود

یہ ایک مختصر رسالہ ہے۔ مقدمہ اور خاتمہ کے درمیان تین فصول ہیں۔ اس میں مختلف زمانوں میں رائج نقدی (درہم و دینار) کا ذکر ہے۔ پہلی فصل میں اس قدیم نقدی کا ذکر کیا گیا ہے جو مختلف زمانوں میں رائج رہی۔ دوسری فصل میں نقود اسلامیہ یعنی دور اسلامی میں مسلم ممالک میں رائج نقدی (درہم و دینار) کا ذکر ہے۔ تیسری فصل میں مصر میں مختلف ادوار میں رائج سکوں کا ذکر کیا گیا ہے

اس میں درہم و دینار کی اقسام ان کے اوزان، ٹھپوں اور کھوٹ وغیرہ کے علاوہ ان میں تبدیلیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے مخطوطے مکتبہ نور عثمانیہ میں 4937 مکتبہ برلن میں 6024 مکتبہ لیڈن میں 1013، 1012 مکتبہ کیمبرج میں 475 اور مکتب الاسکوریال میں 1771 نمبر کے تحت موجود ہیں۔ محمد آل بحر العلوم نے اسے نجف سے 1938ء میں شائع

کیا۔[54]

۳۲۔ ضوء الساری فی معرفۃ خبر تمیم الداری

یہ بھی ایک مختصر رسالہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی تمیم بن اوس الداری کے بارے میں ہے۔اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں تمیم کے اسلام لانے کا تذکرہ موجود ہے نیز علامہ مقریزی نے اس میں بنو تمیم کا شجرہ نسب بیان کر دیا ہے جبکہ عربوں کے دیگر قبائل کے انساب کو بھی اس میں بیان کیا گیا ہے۔اس طرح عربوں کا نسب معلوم کرنے کا یہ ایک اہم ذریعہ ہے۔اس کا ایک مخطوطہ ولی الدین کی لائبریری ''الآستانہ''میں موجود ہے۔یہ مخطوطہ محمد احمد عاشور کی تحقیق سے دارالاعتصام قاہرہ اور بیروت سے ۱۳۹۲ھ میں شائع ہوا۔[55]

۳۳۔ الطرفۃ الغریبہ فی اخبار وادی حضر موت العجیبہ

علامہ مقریزی نے اپنے قیام مکہ کے دوران ۸۳۹ھ بمطابق 1436ء میں حضرت موت کی وادی،وہاں کے رہنے والوں،وہاں کے کھیتوں،جانوروں اور موسموں کے بارے میں معلومات درج کی ہیں۔اس کا ایک نسخہ مکتبہ نور عثمانیہ میں 4938/4،مکتبہ لیڈن میں 810 مکتبہ کیمرج میں 654،655 معہد المخطوطات العربیہ کویت میں 776/2 نمبر پر موجود ہے۔اس کو ''نوسکوی'' نے بون سے 1866ء میں شائع کیا۔[56]

۳۴۔ عقد جوھر الاسفاط فی اخبار مدینۃ الفسطاط

اس میں مدینۃ فسطاط کے احوال درج ہیں۔جب مصر فتح ہوا اور دارالسلام بن گیا وہاں سے لے کر امام المعز لدین اللہ اَبی تمیم کے مصر میں آنے تک ۳۵۸ھ میں جب وہ فسطاط آئے اور قاہرہ کی بنیاد رکھی کے حالات وواقعات درج ہیں۔[57]

۳۵۔ قرض سیرۃ المؤید لابن ناھض

علامہ سخاوی نے الضوء اللامع میں اس کا ذکر کیا ہے۔[58]

۳۶۔ ماشاھدہ وسمعہ ممالم ینقل فی کتاب

اس میں نادر تاریخی واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔اس کا ذکر علامہ سخاوی نے الضوء اللامع میں کیا ہے۔[59]

۳۷۔ المقاصد السنیہ فی معرفۃ الاجسام المعدنیہ

اس کتاب میں مقریزی نے معدنیات کے بارے میں بحث کی ہے۔زمین کی ساخت،صفات،مادی اور طبعی خواص کے ذکر کے ساتھ ساتھ معدنیات کے پائے جانے کے امکانات کا ذکر کیا ہے۔اس کا ایک نسخہ مکتبہ نور عثمانیہ میں 4937/9 مکتبہ کیمرج میں 1082 میں اور مکتبہ جامعۃ القاہرہ میں 26247/10 پر موجود ہے۔[60]

۳۸۔ منتخب التذکرۃ فی التاریخ

اس کتاب میں علامہ مقریزیؒ نے تاریخ اسلام کو مختصر انداز میں پیش کیا ہے۔اس میں عرب اور فارس کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کا ایک نسخہ دارالکتب المصریہ میں 1458،مکتبہ پیرس میں 1514 پر موجود ہے۔[61]

۳۹۔ المنتقی من اخبار مصر لابن میسر

یہ کتاب سیّد ایمن فواد کی تحقیق کے ساتھ المعھد الفرنسی لآثار الشرقیہ قاہرہ سے 1981ء میں شائع ہوئی۔[62]

۴۰۔ المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار

یہ کتاب ''خطط مقریزی'' کے نام سے مشہور ہے۔اس کا ایک نسخہ دارالکتب المصریہ میں،مکتبہ عمومیہ دمشق

میں 7004، 5497، 5696، 3438 پر اور مکتبہ محمد الفاتح استنبول 4499، 4495 پر موجود ہے۔ پہلے یہ کتاب دو جلدوں میں شائع ہوئی بعد میں مطبع النیل قاہرہ نے ۱۳۲۴ھ میں اسے ۴ جلدوں میں شائع کیا۔ پھر مستشرق الاثاری فییٹ کی تحقیق سے قاہرہ میں اسے 1911ء اور 1927ء میں پانچ جلدوں میں شائع کیا گیا۔[63]

۴۱۔ القول الابریزی للعلامۃ المقریزی

اسے میناسکندر نے شائع کیا۔ اس میں اقباط کی تاریخ اور ان کے احوال درج ہیں۔ اسے خطط المقریزی سے نقل کیا گیا۔[64]

۴۲۔ نبذ تاریخیہ

اس کا ایک نسخہ مکتبہ بلدیہ الاسکندریہ میں 259/2125 پر موجود ہے یہ باون اوراق پر مشتمل ہے جن کا سائز 1316x سم ہے۔

اس کا ایک نسخہ المخطوطات العربیہ قاہرہ میں تاریخ کے پورشن میں 845 نمبر پر موجود ہے۔[65]

۴۳۔ نحل عبر النحل

یہ رسالہ شہد کی مکھی اور شہد کے بارے میں ہے۔ اس میں شہد کی اقسام، اس کے خواص اور انسان کے لئے فوائد کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں مقدمہ اور خاتمہ کے علاوہ دس فصول ہیں۔ ان فصلوں میں حیوان، لغت، تفسیر، حدیث فقہ، طب، نبات، اقتصاد، ادب اور تاریخ کے علوم پر بحث موجود ہے۔ اس میں شہد کی مکھی، اس کے اسماء، رنگ، صفات اور اس کے شہد بنانے کے بارے میں مفید معلومات درج ہیں۔

اس کا ایک نسخہ مکتبہ نور عثمانیہ 03/4938، مکتبہ کیمبرج 923، 644 پر موجود ہے۔ جمال الدین الشیال کی تحقیق کے ساتھ یہ کتاب مکتبہ خانجی قاہرہ سے 1946ء میں شائع ہوئے۔[66]

۴۴۔ النزاع والتخاصم فیمابین بنی امیہ وبنی ھاشم

اس کتاب میں بنوہاشم اور بنوامیہ کے اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد کے اختلافات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ دارالکتب المصریہ میں، مکتبہ ظاہریہ دمشق میں 3731 نمبر پر، مکتبہ نور عثمانیہ میں 4937 پر مکتبہ لیڈن میں 885 پر، مکتبہ فینہ میں 886 پر موجود ہے۔[67]

۴۵۔ النحل ومافیہ من غرائب الحکمۃ

اس کا ایک نسخہ جامعہ کیمبرج کی لائبریری میں موجود ہے۔[68]

علامہ مقریزیؒ نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا لیکن آپ کی تالیفات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی رغبت سب سے زیادہ تاریخ وجغرافیہ میں تھی اور انہی علوم وفنون پر آپ کی اکثر تصانیف ہیں۔ تاریخ سے ان کو خاص دلچسپی تھی۔ اس زمانے میں اس میدان میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ تذکرہ نگاران کو "مورخ الدیارالمصریہ" کہتے ہیں۔ آخر میں ان کا یہ ذوق اتنا بڑھا کہ بڑے بڑے عہدے اور مناصب چھوڑ کر صرف اسی کام میں مشغول ہوگئے۔ علامہ مقریزی کی تالیفات کا جائزہ لینے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ کا زیادہ رجحان تاریخ کی طرف تھا کیونکہ آپ کی اکثر تالیفات تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں۔ دیگر علوم وفنون پر آپ کی تالیفات کی تعداد کم ہے۔

نتائج بحث

مذ کورہ بالا علمی بحث کے مطالعہ سے متعلق ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ

۱: علامہ مقریزی نے علم کے حصول کے لیے دور دراز کے سفر کیے اور اپنے وقت کے ماہر علماء سے مختلف علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کی۔

۲: اپنے علمی مرتبہ کی بناء پر وہ، معلم، شیخ الحدیث، مہتمم او قاف، نائب قاضی اور شیخ الجامعہ جیسے اہم عہدوں پر فائز رہے۔

۳: باقی علمی وسماجی سرگرمیوں کے ساتھ علامہ مقریزی نے ہمیشہ قلمی جدوجہد رکھی چنانچہ انہوں نے متعدد علمی کتب تالیف کیں،،،

۴: علامہ مقریزی کو سیرت طیبہ، اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کے آثار سے خصوصی دلچسپی تھی یہی وجہ ہے کہ ان کی تصانیف میں سیرت واہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کے متعلق بڑی نایاب اور قیمتی معلومات دستیاب ہیں۔

۵: حدیث اور علوم حدیث سے بھی انہیں دلچسپی رہی یہی وجہ ہے کہ علوم الحدیث پر ان کی کتب میں بہت اہم مباحث پر گفتگو کی گئی ہے۔

۶: علامہ مقریزی مصر کی تہذیب وآثار اور اقوام وملل پر خاص تخصص رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کی تصانیف میں اس حوالہ سے بہت نمایاں کام ملتاہے جو کہ ایک حوالہ کا درجہ رکھتاہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ۔ سخاوی، محمد بن عبد الرحمن (م ۹۰۲ھ) الضوء اللامع ۲/۲۱، منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ (بیروت، لبنان) س۔ن۔

[2] ۔ ایضا:21/2

[3] ۔ سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، الضوء اللامع، ۲/۲۱

[4] ۔ حنبلی، ابن العماد، عبد الحی (م ۱۰۹۴ھ) شذرات الذھب، ۷/۲۵۴، دار الافاق الجدیدۃ، بیروت۔ س۔ن۔

[5] ۔ شوکانی، محمد بن علی (م ۱۲۵۰ھ) البدر الطالع ۱/۷۹، مطبعۃ السعادۃ، قاہرہ ۱۳۴۸ھ

[6] ۔ ابنِ تغری، یوسف ابن تغری بردی (م ۸۷۴ھ) المنھل الصافی ۱/۳۹۴، دار الکتب المصریہ ۱۳۷۵ھ

[7] ۔ ھدیۃ العارفین ص ۱۲۷، طبع بعنایۃ وکالۃ المعارف الجلیہ، استنبول، ۱۹۵۱ھ

[8] ۔ سخاوی، کتاب التبر المسبوک ۱/۲۱، مکتبۃ الکلیات الازھریۃ، مصر۔ س۔ن۔

[9] ۔ شوکانی، محمد بن علی، البدر الطالع ۱/۸۰

[10] ۔ زرکلی، خیر الدین، الاعلام ۱/۱۷۷، ادار العلم ملایین، بیروت (۱۹۸۰ء)

[11] ۔ سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، کتاب التبر المسبوک ۱/۲۲

[12] ۔ سخاوی، کتاب التبر المسبوک ۱/۲۲

[13] ۔ شوکانی، البدر الطالع ۱/۷۹

[14] ۔ سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، الضوء اللامع ۲/۲۳

[15] ۔ مقریزی، النقود الاسلامیہ، مقدمہ محمد بحر العلوم ص ۶ تا ۸

16 ۔سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، الضوء اللامع ۲/ ۲۱

17 ۔ابن تغری، سف ابن تغری، المنحل الصافی ۱/ ۳۹۵

18 ۔سخاوی، الضوء اللامع ۲/ ۲۱

19 ۔سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، کتاب التبر المسبوک ۱/ ۲۴

20 ۔ ایضا:۱/ ۲۳

21 ۔النمیسی، عبد الحمید، مقدمہ، امتاع الاسماع ۱/ ۱۱، دار لکتب العلمیہ بیروت (1999ء)

22 ۔ایضا

23 ۔سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، الضوء اللامع ۲/ ۲۲

24 ۔ابن تغری، سف ابن تغری، المنحل الصافی ۱/ ۳۹۸

25 ۔سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، الضوء اللامع ۲/ ۲۳

26 ۔النمیسی، عبد الحمید، مقدمہ امتاع الاسماع ۱/ ۱۱

27 ۔النمیسی، عبد الحمید، مقدمہ امتاع الاسماع ۱/ ۱۲

28 ۔مقریزی، الذھب المسبوک، ۲/ ۶۳

29 ۔النمیسی، عبد الحمید، مقدمہ امتاع الاسماع ۱/ ۱۲

30 ۔ایضا:۱/ ۱۳

31 ۔النمیسی، عبد الحمید، مقدمہ امتاع الاسماع ۱/ ۱۵، ۱۴

32 ۔ایضا:/ ۱۵، ۱۴

33 ۔ایضا:۱/ ۱۵

34 ۔النمیسی، عبد الحمید، مقدمہ امتاع الاسماع، ۱/ ۱۵

35 ۔ایضا:۱/ ۱۶

36 ۔ایضا:۱/ ۱۷

37 ۔بردی، المنحل الصافی ۱/ ۳۹۸

38 ۔النمیسی، عبد الحمید، مقدمہ امتاع الاسماع ۱/ ۱۷

39 ۔مقریزی، الخطط مقریزیہ ۱/ ۳۴۳، مکتبہ النیلی قاہرہ ۱۳۲۴ھ

40 ۔النمیسی، عبد الحمید، مقدمہ امتاع الاسماع ۱/ ۱۸

41 ۔سورۃ یوسف ۱۲:۱۰۱

42 ۔النمیسی، عبد الحمید، مقدمہ امتاع الاسماع ۱/ ۱۸

43 ۔النمیسی، عبد الحمید، مقدمہ امتاع الاسماع ۱/ ۱۸

44 ۔مقریزی، احمد بن علی، الخطط مقریزیہ ۲/ ۶۳

45 ۔النمیسی، عبد الحمید، مقدمہ امتاع الاسماع ۱/ ۱۹

46 ۔ایضا ۱/ ۱۹

47 ۔السخاوی، عبد الرحمن، الضوء اللامع ۲/ ۲۳

48 ۔النمیسی،عبدالحمید،مقدمہ امتاع الاسماع ا/۲۰

49 ۔ایضا:ا/۲۰

50 ۔ایضا:ا/۲۳

51 ۔السخاوی،عبدالرحمن،الضوء اللامع ۲/۲۳

52 ۔ابن تغری بردی،المنھل الصافی ا/۳۹۸

53 ۔النمیسی،عبدالحمید،مقدمہ امتاع الاسماع ا/۲۳

54 ۔النمیسی،عبدالحمید،مقدمہ امتاع الاسماع ا/۲۲

55 ۔ایضا:ا/۲۳

56 ۔ایضا

57 ۔ایضا

58 ۔السخاوی،الضوء اللامع:۲/۲۳

59 ۔النمیسی،عبدالحمید،مقدمہ امتاع الاسماع ا/۲۵

60 ۔ایضا:ا/۲۷،۲۶

61 ۔ایضا:ا/۲۷

62 ۔ایضا:ا/۲۷

63 ۔ایضا:ا/28،۲۷

64 ۔النمیسی،عبدالحمید،مقدمہ امتاع الاسماع ا/۲۸

65 ۔ایضا:ا/۲۸

66 ۔ایضا:ا/۲۸۔۲۹

67 ۔ایضا:ا/۲۹

68 ۔ایضا:ا/۳۰